ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

شاہ ہمدان کی حکمران طبقہ کو تبلیغی مساعی / اسلوب صوفیت اور ذخیرۃ الملوک کا تحقیقی مطالعہ

SHAH-E-HAMADAN'S ISLAMIC PREACHING CAMPAIGN/MODE OF SUFISM TO RULING CLASS AND STUDY OF ZAKHIRATUL MALOOK

***غلام عباس احمد**

اسکالر پی ایچ ڈی اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد, لیکچرار، شعبہ اُردو، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

****پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران**

سابق چیئرمین، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT
Mir Sayyid Ali Hamadani was a great religious activist, prolific and crudite scholar, a social reformer, law specialist, thinker, incredible social researcher and a magnanimous personality above all sectarian prejudices. He heralded a new era and revived a true spirit of Islam. His religious zeal and zest played an inevitable role in forming and shaping the human behavior. He has a tough and busy schedule to document his advices and decisions for kings, courtiers, counts influential figures and rulers of that time. He has a great influence on ruling elite. He preached and directed his attention towards ruling class. He brought substantial reforms in the lives of rulers because he knew that common class imitates and follow his ruling class. He laid a great and full proof system for his propogation of Islam with true spirit. Among his all great works, his writing Zakhiratul Malook is a magnum opus of Amir Kabir Shah.e.Hamdan. It is a great work piece of guidance for Muslim rulers, kings and their subordinates. He stands to such a pinnacle of dignity that different schools of thought own and adorn him. For creation of new social era he broke old shell of rigidity and dogma. His book clarifies that he was not unaware about political thought of Islam. His message of love was unlimited. He influenced every conceivable human activity. He was also a spectacular traveler only for the spread and expansion of Islam. He totally metamorphosed the socioreligious, economic, spiritual and political fabric of sub continent. Therefore, he particularly helped in the evolution of Muslim mass culture and demographic character of Kashmir and called Apostle of Kashmir. He was a multidimensional religious and Muslim leader. His smiles and metaphors are only taken from Quran and sunnah.
Key words: (Islam, Religion, sufism, Activism beliefs, preaching rulers, social reforms)

شاہ ہمدان بے مثال سوشل ریفارمر، بالغ نظر قائد، نابغہ روزگار اور ہمہ جہت شخصیت تھے۔ وہ سلسلہ معظمہ نقشبندیہ، سلسلہ مکرمہ قادریہ کے جلیل القدر سالکِ طریقت، مؤثر مبلغ اسلام، نکتہ سنج قانون دان، نکتہ رس فقیہ، ماہر عمرانیات، فقیر المثال مفسر و محدث مشیر سلاطین و امراء اور صاحب طرزِ ادیب مصنف اور منفرد شاعر تھے۔

وہ صوفی تھے جنہوں نے تازیست عوام الناس کے قلوب کو جلا بخشی وہ اسرارِ کلام الٰہی کے رمز شناس اور محرم تھے۔ وہ ایسے صاحب فہم و فراست اور مردِ دانا تھے جن کی ذہانت و فطانت کی نظیر نہیں ملتی وہ فردِ فرید تھے جن کی شخصیت عصری علوم سے مزین تھی۔ صاحب طرز ادیب اور مصنف تھے جن کے ہر ہر لفظ میں حق جلوہ گر تھا۔

جذبات و احساسات کو نغمہ و مستی کے قالب میں ڈھالنے والے منفرد شاعر تھے۔ وہ ایسے امیر تھے جن کے سینہ اطہر میں غریب کا دل دھڑکتا تھا، وہ ایسے کبیر تھے جن کے قریب سے فخر و مباہات اور کبر و نخوت چھو کر نہ گزری تھی۔

ایسے مردِ خود آگاہ جو پیراہنِ معرفت عطا کرتے تھے وہ مدبر جس کی تدبیر نے برصغیر پاک و ہند اور مضافات کے ماتھے پر اسلام کا ابدی اور لازوال جھومر سجا دیا۔ ایسی جمیع کمالات ہستی اور نابغہ روزگار شخصیت کے محاسن اور اثر آفرینی کا احاطہ کرنا ناممکن اور کار آسان نہ ہے قدرتِ ایزدی نے خمخانہ وحدت سے انھیں فطری طور پر رنگ دیا تھا اس پر خود کاری تصنع، بناوٹ کا رنگ ڈالنا سراسر بلہی اور حماقت ہے۔ بھلا کون ان محاسن اور گوناگوں اوصاف کی حامل شخصیت کے بارے خامہ فرسائی کر کے قبائے معنی کے رخسار پر غازہ کا رنگ جمانے کی جسارت کر سکتا ہے:"حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلِ آرام را"۔

کیونکہ وہ ایسے جہاں گرد تھے جنہوں نے راہِ گم گشتہ کو صراط مستقیم کی دل نشیں اور خزاں ناآشنا نشیلی بہار کی طرف گامزن کیا۔ وہ صرف گوشہ نشینی، خلوت گزینی، صومعہ نشینی اور چلہ کشی پر یقین نہ رکھتے تھے بلکہ مسافر مقیم اور مقیم مسافر تھے۔ آپ نے ربع مسکون کی تین بار سیاحت کی پھر اسفار کی ترتیب بھی بتائی۔

"پہلی دفعہ شہر بہ شہر، دوسری دفعہ قریہ بہ قریہ اور تیسری بار خانہ بہ خانہ" (1)

سیاحت مومنوں کی صفت ہے معرفت ودانش کی افزونی کا کوئی ایک آخری وسیلہ ہے تو وہ ہے سیر وسیاحت غالب امکان ہے کہ اگر ان کا سفر نامہ تحریر ہوتا تو وہ ہم عصر ابن بطوطہ کے "الرحلہ" کی طرح مشہور ہوتا۔ حضرت غوث علی شاہ قلندر کے تذکرہ غوثیہ کی طرح دلآویز اور مقبول خاص وعام ہوتا۔ چونکہ سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے۔ آپ "اکابر اہلِ سیاحت مطلقہ" میں سے ہیں۔ یہ اسفار ظاہری اور باطنی مشاہدات، ذہنی بالیدگی اور فکری وسعت کا باعث بنے۔

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی (2)

شاہ ہمدان کی تبلیغی مساعی کا انداز منفرد اور یگانہ تھا یہ اسلوب انھیں دوسرے صوفیا سے ممتاز کر دیتا ہے۔ سلاطین وحکام کی سرپرستی اور معاونت سے وہ ملت اسلامیہ کی بیداری کے علمبردار اور کوچہ فقر واستغنا کے راہرو ثابت ہوئے۔ شاہ ہمدان ایک بزرگ کامل اسرارِ شریعت کے ماہر اور اجتہاد وبصیرت کا روشن چراغ تھے۔ حریت، آزادی کا شعلہ جوالا جواج کشمیر میں نبرد آزما ہے، انھی کی مساعی جمیلہ کا شاہکار اور رہین منت ہے۔ سخن ہائے شعر وادب اور سخن ہائے تصوف ہر دو میں اپنی غزلوں کو فقر اور ولایت کے موضوعات سے مزین کیا۔ الفاظ کے عساکر ہر وقت سر تسلیم خم کیے ایستادہ رہتے تھے جس لفظ کو جہاں چاہتے نگینہ کی طرح جڑ دیتے۔ وہ معرفت الٰہی کے سربستہ راز منکشف کرتے گئے جس سے قلبِ چمنستان کے راز کھلتے گئے تختہ گل کو رونق تامہ ملتی گئی۔ ان کی ادبی کاوش اور دل نشیں گفتار خوابیدہ قوم کے لیے بانگِ درا ثابت ہوئی کیونکہ خاکِ مدینہ نے کحل بصارت وبصیرت بن کر ان کی فکر کو صیقل نصیب کیا تھا۔ انھوں نے قرآن کی کسوٹی کو منبع فکر پا کر اس آفاقی اور الہامی فکر کی نشید کی جس سے قوم صدیوں نابلد اور بے بہرہ رہی حقیقت عیاں ہے: "فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اواست"۔
یہ چند حروف اس لیے رقم کیے ہیں کہ ان کی حیاتِ مقدسہ کا ایک دل ربا، دل نشیں خاکہ قارئیں کے دل ودماغ کے نہاں خانوں میں اتر جائے اور ان بیکراں وسعتوں کو اقلیم دل میں سمیٹا جائے۔ اس محبوب ہستی نے رشد وہدایت اور تبلیغ اسلام کی خاطر کفرستانِ ہند کو اپنا مستقر بنا کر دنیا کے کونے کونے میں اپنے خلفاء کو پھیلا کر شجر اسلام کی آبیاری کی ان کی صوفیت حیات بخش، جلوت، اور بزم آرائی سے عبارت تھی ان کی تبلیغی مساعی کا اسلوب اور انداز جداگانہ تھا۔ وہ عقیدت مندوں اور روشن ضمیروں کے دلوں میں گھر کر جاتے تھے۔ بادشاہانِ عالم ان سے خوف کھاتے تھے اور وہ خود خدا سے خوف کھاتے تھے اسی میں ان کی بزرگی عظمت ورفعت کا راز مضمر تھا۔ حکمرانوں سے بے نیاز رہے اور حکمران ان کے نیاز مند رہے۔ دنیاوی رفعتیں ان کی نگاہِ ناز میں ہیچ تھیں جو دوسخا، استغنا اور توکل ایسا تھا کہ شاہی آسائشیں اور دنیاوی نعمتیں ان کی ٹھوکر کی زد میں تھیں اور پرکاہ برابر اہمیت نہ دیتے ان کے نزدیک تصوف بجز خدمتِ خلق نیست۔ چونکہ ظاہری اور باطنی اسرار ورموز کے شناور اور مرد میدان تھے۔ علم وحکمت، زہد وعشق، تزکیہ نفس کے صالح پیکر تھے۔
انھوں نے تخریب سے تعمیر کی صورت نکالی جس کی یہ چرخ نیلی فام مدت سے منتظر تھی۔ تخریب کاری عروج پر تھی زمانہ نئی شیرازہ بندی کا تقاضا کر رہا تھا اس سنگ گراں کو اٹھانے کی سعادت اس مردِ میدان کے حصہ میں آئی جس کی طلاطم خیز موجوں سے ساحلی بندگی اور زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بیدار ہو گئی ان کی پر سحر شخصیت نے اسلام کی سچی اور متحرک تصویر کشی کی قصہ مختصر یہ عطیہ جاودانہ انھیں معرفت الٰہیہ اور محبت ومودت محمد ﷺ وآلِ محمد ﷺ کے طفیل نصیب ہوا چونکہ وہ شریعت کے پابند طریقت کے حامی، ولایت کے عاشق اور سیادت کے حامل تھے۔ ان کی فکر سخن کے فن پارے، دلکش اور دل پذیر آثار اس پریشان حال اور پراگندہ خیال قوم کے لیے دار وکشید کرتے رہے بقول ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر:

"شاہ ہمدان ایک باصفا صوفی اور پاک باز عارف اور صاحب نظر ولی تھے اور ان کا طریق تصوف، مسلک درویشی اور مشرب عرفان و معرفت تھا۔"(3)

شاہ ہمدان نے اپنی تبلیغی مساعی کا آغاز عوام الناس سے کرنے کی بجائے حکمران طبقہ سے کیا کیونکہ ان کے نزدیک حکمران طبقہ کی اصلاح زیادہ اثر آفرینی کی حامل ہے اسی لیے برائیوں اور قباحتوں کی بیخ کنی کے لیے حکمران طبقہ کی سدھار ترجیح اوّل سمجھتے تھے۔
ملک وملت کے خورد وبزرگ، صغیر وکبیر، اعلیٰ وادنیٰ اور امیر غریب کی اصلاح آپ کے مطمع نظر تھی۔
آپ کی حق شناس نگاہوں اور توجہ کا مرکز سلاطین وامراء تھے آپ انھیں حق گوئی اور بے باکی سے پند ونصائح کرتے۔ حکمران طبقہ کے اندر آپ انتہائی اثر ورسوخ کے حامل تھے۔ سمجھتے تھے کہ حکمران طبقہ کی اصلاح عوام کی نسبت زیادہ ضروری اور لازم ہے کیونکہ

"الناس علیٰ دینِ ملو کھُم"

ترجمہ:"لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں"

بادشاہوں کو بنفس نفیس اور براہِ راست پند و نصائح و موعظت کرتے تھے ان کے طرزِ تخاطب میں ذرہ برابر مصلحت اور لگی لپٹی نہ ہوتی۔ بادشاہوں کو ان کے فرائضِ منصبی یاد دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اکثر مکاتیب میں تحریر فرماتے کہ بادشاہ ملت کا راعی ہے اور ہر راعی سے روزِ محشر اپنے اعمال کی جوابدہی ہوگی۔

ان کے نزدیک رمزِ شاہی اخلاقِ فاضلہ، جود وسخا، رحم و کرم غریب پروری اور دلسوزی کا تقاضہ کرتی ہے نہ کہ ظلم و تعدی دست درازی اور ستم و غضب کی نمائندہ ہے اقبال جاوید نامہ میں ان کے بارے یوں رطب اللسان ہیں اور ان کے ذہنی کمالات کا احاطہ اس طرح کرتے ہیں:

مرشدِ معنی نگاہان بودہ ای

محرم اسرارِ شاہان بودہ ای (4)

سیادت مآب امیر کبیر اپنے زمانہ کے سلاطین و حکام کے مشیر و مشاور رہے تمام سلاطین اور بادشاہ آپ سے نہایت عزت و توقیر، احترام و تعظیم سے پیش آتے۔ اکثر و بیشتر حکام آپ کے ارادت مند اور مریدین میں شامل تھے اس کے باوجود سید کی چشم سیری مال و متاع۔ دنیاوی منفعت کی طلب سے بے نیاز تھی اکثر فرماتے "الدنیاجیفۃ وطالبھاکلاب"

ڈاکٹر محمد ریاض کے مطابق:

"امراء و حکام از او راہنمائی و راہبری می خواستند و بر نصائح حقہ او عمل می کردند ولی از ہیچ آخذی بر نمی آید کہ علی ہمدانی ھدیہ ای یا فتوحی را از آنان پذیرفتہ و یا کمک دیگری از ایشاں خواستہ باشد۔"(5)

کوچہ فقر و استغنا کے یہ راہرو بادشاہوں کو فرائض انسانی، لوازم جہانبانی اور آئینِ حکمرانی کے گر سکھانے میں پیش پیش تھے۔ اسی وجہ سے آپ کی سیاسی اور عمرانی بصیرت کا چار دانگ عالم میں تھا انھوں نے حکمران طبقہ کو آراستن و پیراستن کے ساتھ ساتھ تراشیدن اور خراشیدن کی تعلیم بھی دی اور اس مساعی میں کامیاب و کامران رہے آپ کے پیش نظر ایک فلاحی اسلامی ریاست ایک آئیڈیل اسلامک سوسائٹی An Ideal Islamic Society کا مکمل خاکہ اور نقشہ تھا۔

حاکم وقت غیاث الدین کے نام خط ملاحظہ ہو:

"اے عزیز! تونے اپنے آپ کو اس حالت میں ڈال دیا ہے کہ آسمان والے تجھ پر نوحہ کناں ہیں اور زمین والے تیری کارگزاری پر متاسف ہیں تونے تمام اہلِ بدعت وضلالت کو خوش کیا ہے اور اہلِ اللہ میں سے ایک کو محزون اور مخذول کیا ہے"(6)

پکھلی کے حاکم علی الدین کے نام یوں گویا ہیں:

"دنیا عارضی اور فانی ہے اس کی بہار گل و ریحان کی مانند ہے جو چند دنوں کے بعد پژمردہ ہو جاتی ہے اس لیے حکومت اس طرح کرنی چاہیے کہ ابدی سعادتوں کا وسیلہ بن جائے۔ حکومت و سرداری کی نعمت کی سپاس گذاری یہ ہے کہ عوام سے عدل و احسان کیا جائے۔"(7)

اس کٹھن راستہ پر مصائب و آلام نے آپ کو گھیرے رکھا لیکن یہ بطلِ حریت ہر رکاوٹ کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گیا۔ مظلوموں کی دادرسی اور فاجروں کی اصلاح کو اپنا فرض منصبی سمجھتا رہا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

"ایں جور و جفا بر من عین سعادت است کہ ہر کہ حق گوئی را اساس کار خود می سازد مردم با او عداوت میورزند۔"(8)

کشمیر کے حکام و امراء آپ کی عظمت و موعظت کے گرویدہ تھے وہ مخصوص کردہ صفہ پر حاضری دیتے جو آپ کی ریاضت و عبادت کے لیے وقف تھا آپ کے ارشادات کی بجا آوری اپنے لیے باعثِ سعادت گردانتے تھے ان کی اکثر نگارشات حاکمین وقت کی پند و نصائح کے لیے ہیں اور انھی سلاطین کی فرمائش پر رقم کی گئیں۔ اُنھوں نے سلاطین کو خدائے متعال اور قیامت کی رسوائی سے ڈرایا ابدی شقاوت، عذاب اور بدنامی سے خبردار کیا عملی طور پر حضرت کو سیاحت سے کوئی سروکار نہ تھا تاہم اپنے عصر کے اکثر حکمرانوں سے ان کے ذاتی مراسم تھے اسی لیے ان کے نام اصلاحی مکاتیب تحریر فرماتے انھی حکمرانوں میں سے ایک کی استدعا پر آپ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ذخیرۃ الملوک رقم کی، یہ ضخیم ترین کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے اس میں حکومت و سلطنت پر اپنے خیالات تفصیلاً ظاہر کیے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی کی تصنیف "حجۃ البالغہ " بھی گویا ذخیرہ الملوک کی شرح ہے آپ نے ہمیشہ بر سرِ اقتدار لوگوں کو اپنے قریب رکھا ان سے بالمشافہ ملاقاتیں کرتے پند و نصائح سے نوازتے۔ اسی لیے " محرم اسرارِ شاہان بودہ ای" کے نامِ نامی سے مشہور ہوئے اسی واقفیت کی بنا پر آپ سلاطین کو موقع و محل کی مناسبت سے ہدایت فرماتے، گویا یہ ساری کتاب معارف و حقائق کا گراں بہا خزینہ ہے۔ ذخیرۃ الملوک میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مقننہ کی حدود، عدلیہ کے فرائض پر اس جامعیت سے روشنی ڈالی ہے کہ آج بھی جدید دور کی تقاضوں کے ہم آہنگ ہے یہ رہنما اصولِ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے ماخوذ ہیں، آپ ریاست کو مکمل اسلامی سٹیٹ میں تبدیل کرنے کے خواہاں تھے۔

فرماتے ہیں:

> "لوگوں کے درمیان ایک حاکم عادل اور مصلح کامل موجود ہو جو اولادِ آدم کے حکام کی کارگزاریوں اور اہل عالم کی سرگرمیوں کو فیصلہ کن قوت اور مؤثر نصیحت و فہمائش اور مناسب تعلیم و تربیت سے صحیح راستے پر لگا دے اور احکامِ شریعت کو نافذ کرنے میں ممکن حد تک پوری کوشش کرے اسلامی حدود و قیود کی حفاظت کے لیے لوگوں کے درمیان مساوات اور برابری قائم رکھے اور سیاسی طاقت اور انسدادی تدابیر کو بروئے کار لا کر طاقتور کے ظلم و زیادتی کرنے والے ہاتھوں کو کمزوروں اور مظلوموں کی طرف بڑھنے سے روکے تاکہ زندگی کا نظام صحیح صورت میں قائم رہے۔"(9)

آپ اکثر اولیا اور صوفیا کے ترکِ دنیا پر یقین نہ رکھتے تھے آپ نے سلسلہ کبرویہ کو رواج دیا اس کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ہر کہ پاسی در طریق کبرویہ در آرد البتہ سالک راہِ طریقت و حقیقت خواہد شُد"چونکہ تاریخ تصوف میں ہمیں سیاست و حکومت کے بارے میں صوفیاء و مشائخ عظام کے رویے مختلف نظر اتے ہیں، سلسلہ چشتیہ کے مرشدین نے حکمران طبقہ سے خاصا بُعد اور فاصلہ قائم رکھا اور اس رویہ پر مصر رہے بلکہ سلاطینِ عصر کی ناراضی بھی مول لی لیکن نقشبندی مشائخ اور صوفیا جیسے خواجہ عبید اللہ احرار' دیگر صوفیاء اور شاہ ہمدان ان بادشاہوں کی قربت سے مستفید ہو کر ضرورت مندوں کی شکایات کا ازالہ کرتے رہے ہر دو مشائخ کے متضاد رویہ جات کے پیچھے اخلاص مضمر ہے شاہِ ہمدان نے اپنی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ بادشاہان سے اسلامی قوانین کا نفاذ کروایا اور رعایا کی زندگی میں سیاست و حکومت کے عمل دخل کی ضرورت کو بدرجہ اتم محسوس کیا جس سے رعایا کی زندگی امن و سلامتی کا گہوارہ بنتی گئی۔ حضرت دین اور دنیا کی دوئی کے قائل نہ تھے آپ سخاء، صفاء اور فقر کی اعلیٰ اقدار کو اہمیت اور اولیت دیتے ہیں"لا رہبانیت فی الاسلام" کے قائل تھے بھرپور زندگی گزاری"خُذ و ما صفا و دع ما کدر" کے مصداق سیاسی اور اخلاقی اصلاح فرمائی اور اس حقیقت کو شرح و بست کے ساتھ ثابت کیا کی فکر و تدبر کا تمام تر نقطہ آغاز اور منزل احکامِ الٰہی کے سوا کچھ نہ ہے پابند کیا کہ حاکم امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے غافل نہ ہو اور بذاتِ خود خاص و عام کی تبلیغ و دعوت کے لیے نظم و نسق کرے۔ اور ضروریاتِ زندگی اس امر میں مانع نہ ہوں۔

ہر شعبہ زندگی میں سیاست میں، انتظامیہ میں، معاشرت میں انفرادی اور اجتماعی اخلاق میں اگر کوئی کج روی یا کوتاہی پائی تو اس کی اصلاح فرمائی اور یہ اصلاح موثر اور کارگر ثابت ہوئی۔ یہ کتاب ذخیرۃ الملوک حکمرانوں اور ناظمین کے لیے اصول جہانبانی، حکمت و فراست کے مدرکات، شرائطِ احکام و لوازم کمالِ ایمان سے آراستہ اور پیراستہ ہے۔

ذخیرۃ الملوک کوئی آسمانی صحیفہ تو نہیں جس کے احکام اٹل اور ناقابل تردید ہوں البتہ اس کا مدعا تھا کہ شخصی حکمرانوں کو تقویٰ، پارسائی اور پاکبازی سکھائی جائے۔ تہدید و عید کے لیے مختلف روایات شامل کی گئی ہیں فرماتے ہیں:

> "حاکم عقل مندی اور غور سے کام لے حاکم پر واجب ہے کہ حوادث کے پیدا ہونے کی ابتدا میں اور وقائع کا واقع ہونے کے آغاز میں بڑی گہری نظر سے دیکھے۔ فہم اور عقل کی بارگاہ میں ہر حکم کی چھان بین کرے اور بصیرت کی آنکھوں سے عوارض اور لواحق پر غور کرے۔(10)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

اس میں تکبر، غضب، قہر کی مذمت اور ترقی و تکمیل کے لیے آخری درجہ پر تواضع کارویہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے ورنہ کاملیت کے درجہ میں کاملیت کا احساسِ برتری لغزش اور تباہی کا سبب بن سکتا ہے چونکہ جس نے فروتنی اختیار کی اللہ اس کے درجات بلند فرماتا ہے پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی کے مطابق:

> "یہ ساری باتیں آپ نے بڑے دلکش اسلوب میں تحریر فرمائی ہیں محققین کی نظر میں اخلاقِ ناصری کے بعد متعلقہ موضوع پر یہ دوسری اہم کتاب کہی جاسکتی ہے گویا اس کا اسلوب کہیں کہیں گلستانِ سعدی اور حکایات و امثلہ کے لحاظ سے مثنوی مولائے روم، علمی دینی حوالوں اور تجزیاتی انداز کی رو سے امامِ غزالی سے ملتا جلتا ہے مگر ان سب خصوصیات کے باوجود حضرت امیر کبیر کا اپنا رنگ ہے۔ جس میں عالمانہ شان، صوفیانہ عرفان، اور واعظانہ لہجہ و آہنگ سب موجود ہیں۔"(11)

ذخیرۃ الملوک ہمہ علوم کی جامع اور نمائندہ کتاب ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۸۲۷ء میں یہ لاطینی زبان میں ترجمہ ہوئی، ۱۸۲۹ء میں فرانسیسی زبان کے روپ میں منصہ شہود پر آئی، اس کے بعد اس کو ترکی زبان کے قالب میں ڈھالا گیا۔ ۱۹۱۵ء میں اُردو زبان کا پیرہن زیبِ تن کیا۔ بعد ازاں ۲۰۱۴ء میں انگریزی زبان کے روپ میں جغرافیائی حدود و قیود کو توڑتی ہوئی دلوں کو بقعہ نور بناتی گئی۔

یہ کتاب بے مثل و بے نظیر ہے حوالوں کے استناد کی مرہونِ منت نہیں بلکہ صوفیا حدیث یا روایت و درایت کی صحت کو جانچنے کی بجائے اس کے نتائج اور نفوذ پذیری کو اخذ کرتے ہیں اس کتاب کا اسلوب نثر بھی مسجع اور مقفیٰ جملوں سے مزین ہے خواہ مخواہ تصنع اور تکلف کی رنگ آمیزی نہیں کی اور نہ ہی عبارت آرائی، اطناب و ابہام کا باعث بنی ہے اسی کتاب میں تشبیہات و استعارات کا ایک بحرِ بیکراں ہے دنیا کی اکثر زبانوں اردو، لاطینی، فرانسیسی اور ترکی میں اس کے تراجم ہو چکے ہیں یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ علامہ اقبال نے ذخیرۃ الملوک کا مطالعہ کیا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ شاہ ہمدان کو علم و ادب کے بحرِ ذخار، علومِ باطن کے ممتاز و اعلیٰ معلم اور مرشد سمجھتے تھے۔

شاہ ہمدان کی ذات ہمہ صفت اور کثیر الجہات اوصافِ حمیدہ سے متصف تھی وہ بلند پایہ شاعر، محقق دانش ور، مبلّغ، سیاست دان مدّبر دُوراندیش اور فقیر المثال ماہر عمرانیات و اقتصادیات تھے اقبال نے اس دل آویز شخصیت کو بڑے حسین اور دلکش انداز سے یوں اجاگر کیا ہے۔

سید السادات سالارِ عجم
دستِ او معمار تقدیرِ امم
تا غزالی ذکر اللہ ہو گرفت
ذکر و فکر از دودمانش او گرفت
یک نگاہِ او کشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل را بدہ
خطہ را آن شاہِ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دین

(12)

سلطان اور حاکم آپ کے مشوروں کو صائب جانتے ہوئے قبول فرماتے تھے۔ شاہ ہمدان کا تیقن تھا کہ مولائے کریم کے کارخانے لم یزل اور لایزال ہیں۔ اس حکمت کو محدود عقل احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ اسی کی توفیق سے صورت ہجر وصال بن جاتی ہے اور آبِ تلخ زلال کا رتبہ پا جاتا ہے۔ ایک گمراہ صاحبِ جلال کا شرف پاتا ہے اور ایک پس ماندہ صاحبِ کمال کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ یہ مشیتِ ایزدی کے نمونے ہیں "ایں سعادت بزورِ بازو نیست" اس کام کے لیے چند چُنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں بلکہ عطائے ایزدی ہے، لہٰذا اُنھوں نے تبلیغی مساعی کو فرضِ اوّلیں سمجھا۔

شاہِ ہمدان نے یہاں کی مجلسی اور تہذیبی زندگی کو ایک نیا رخ عطا کیا۔ ان کی عنایات اس قدر درخشاں اور روشن ہیں ہم تو کیا آنے والی نسلیں ان کو فراموش نہیں کر سکتیں۔ حضرت شاہِ ہمدان صوفیائے کرام کے لیے رول ماڈل ہیں۔ انھوں نے اس وقت تبلیغی مساعی کے لیے عملی طور پر جد وجہد کی جب اکثر اوقات علمائے ظاہر مداہنت فی الدین کا شکار رہے۔ آپ کی منفرد اور متنوع خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے فتوت اور طریقت کو جمع کیا۔ بادشاہوں کو اپنے روحانی تصرف سے مطیع و فرمانبردار بنایا ان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام لیا۔ تمام صفات جو اکابر صوفیا میں فرداً فرداً تھیں "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" ان پر صادق آتی ہے۔

اس فردِ حُر کی عظمت بیان کرتے ہوئے اقبال یوں گویا ہوئے:

شکوہ کم کُن از سپہر گرد گرد
زندہ شو از صحبتِ آن زندہ مرد (13)

حواشی

۱۔ پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی، حضرت شاہ ہمدان حیات و تعلیمات (لاہور: اورینٹل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ئ) ص۷۸

۲۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۱ئ) ص۱۸۳

۳۔ نذیر نقشبندی، مربی کشمیر، شاہِ ہمدان (لاہور: زاہد بشیر پرنٹرز، س ن) ص۲۳

۴۔ محمد اقبال، کشاف کلیاتِ اقبال فارسی، مرتب احمد رضا (لاہور: ادارہ اہلِ قلم ۲۰۱۴ئ) ص۷۷۹

۵۔ محمد ریاض، دکتر، احوال و آثار میر سیر علی ہمدانی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان، ۱۹۸۵ئ) ص۵۱

۶۔ سیدہ اشرف ظفر، ڈاکٹر، سید میر علی ہمدانی (سری نگر: گلشن پبلشرز، ۱۹۹۱ئ) ص۱۱۹

۷۔ ایضاً، ص۱۲۰

۸۔ مکتوبات امیریہ، قلمی نسخہ، برٹش میوزیم، برگ ۱۶۸الف

۹۔ مکتوبات شاہِ ہمدان، ترجمہ، پروفیسر مولوی محمد ابراہیم (خانقاہ معلی سری نگر: ۱۹۸۳ئ) ص۱۱۵

۱۰۔ پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی، حضرت شاہِ ہمدان، حیات و تعلیمات، ص۲۸۵

۱۱۔ ایضاً، ص۲۲۴

۱۲۔ محمد اقبال، کشاف کلیاتِ اقبال فارسی، ص۶۶۲

۱۳۔ ایضاً، ص۸۹۶